

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْرِمُوا طَبَّاتٍ مَا حَلَ اللَّهُ لَهُنَّ

اے ایمان والو جن پاکیزہ چیزوں کو خدا نے حلال کیا ہے تم انکو

(اپنے اوپر) حرام نہ کرو

تحفہ مشرب صوفی ہے

۱۳۲۴ھ

حلال طیب

یعنی مختصر کتاب الامتناع کا اردو ترجمہ حسین نہایت وضاحت اور

خوبی کیساتھ سماع ہامز امیر کی بحث کی گئی ہے اور شرعی دلائل سے

حق کو باطل سے علحدہ کیا گیا ہے از عالم جناب فخر الصالحین معزز الملت

والدین سید السادات سید محمد حسین حسنی دامت برکاتہم

مطبع حقانی دہلی مین چھپی

دیباچہ

از مسکین کثرین مِعْزُ الْمِلَّةِ سَيِّدِ الْكِيْسِيْنَ حُسْنِيْ خواہر زادہ حضرت سلطان
الاشباح محبوب الہی خواجہ سید نظام الدین اولیا قدس سرہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اے وہ ذات پاک جسکی دنیا میں سب سے بڑی نعمت ہدایت اور سب سے اعلیٰ احسان
ایمان ہے میں میری اسی نعمت اور اسی احسان پر جہان تک اور جس قدر شکر بجالاؤں
کم ہے اے میرے کریم مجھکو اپنی ان دونوں خاص نعمتوں کا کمال انزال نصیب فرما۔
میں ایمان رکھتا ہوں کہ جس چیز کو تو نے حلال کیا ہے یقیناً وہ حلال ہے
اور جس چیز کو تو نے حرام کیا ہے وہ بے شبہ حرام ہے۔ تیرے احکامات میں کسی کو
غیر و تبدل کی مجال نہیں جن لوگوں نے انہیں عقلمند لڑائی میں اور فرضی مسئلے کھڑے
میں یقیناً وہ گمراہ اور تیرے روشن ارشاد سے راستہ سے بہت دور ہیں۔

اے بادی تو سب سے پہلے اُس گمراہ کی اصلاح فرما جو علم کا مدعی اور عمل سے بے بہرہ
ہے اور جنگی شان میں تو نے ارشاد فرمایا ہے یَقُولُونَ بَأْفَاكِهِمْ وَاللَّسْتُ قُلُوبُهُمْ
اور یہ تعریف ہی تو نے انہیں حضرات کی فرمائی ہے فَحَالُفٌ مَّوْبِعِدٌ هُمْ حَالِفُونَ
ثَوَالِ الْكِتَابِ بِأَخْذِ مَنْ عَصَا الْأَوَّلَ حَفِیْطٌ مِّنْ أُنْ لُّوْكَنْ كَمَا لَمْ يَوْمَنَا سَهْ سَهْ
تیری پناہ چاہتا ہوں۔

۱۵ سے سو پہون سے وہ بائیں ہکتے ہیں حرام کے لوگوں میں ہیں ۱۲ ۱۵ ان ایک لوگوں
جو ایسا گمراہ سن کتاب مالک و ادرت براہے اُس کتاب سے دیباچہ کی ابتدا مخفوم رکھتے۔

لے بزرگ در توجہ کمزریان و سبکی کی طرح سے ان مصلحت الہیہ کے حصہ میں نہ لے کر
تحتی درود نازل فرما چکے ہوں سے شریقی سے خوب تک سری ہدایت کا جو حکم کثیری
راہ میں ظل اندازیوں اور مستعدوں کا بالکل قطع و قطع کر دیا ہے کہ یہ کہہ کر ان کی
روشنی کے دہرہ سے باہر نہ نکالیں اور حسب بل ضرر پیر کسان کی تسمیہ کر سہ یا ہیں تو
سیر ہی و فرما یوزر تم تک یا اجم الراحمین۔

سلسلہ

کے حکامات میں بحث کرنے سے ہم متاثر ہوتے ہیں کہ کون سا روح یا تہذیب
بیان کریں تاکہ اس مسئلے کے سمجھنے میں ماطریں کو وقت و فہم ہو۔
سماع کے معنی مطلقاً سننے کے ہیں مگر اصطلاح میں اس سے گانا یا نوحہ سنانا
مراد ہے یا دونوں کا سنانا جیسے آج کل محفلوں میں سارنگی ستار طبلہ ڈھولک وغیرہ
یا باجے گانے کیسا جہ شریک ہوتے ہیں اور قدیم سے ہوتے چلے آئے ہیں۔ اس کے بعد
ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ سماع نے دنیا میں کیونکر قدم رکھا اور اختلاف زمانہ کیسا بہت
اسنے کیا کیا رنگ بدلے اور لوگوں پر کیسے کیسے اثر ڈالے۔

سماع انسان کے ساتھ ہی ساتھ دنیا میں تشریف لا رہا ہے جب انسان پیدا ہوا
جب ہی قدرتی طور پر گانے کا مادہ اس کے اندر خلق کیا گیا اگرچہ اسکے علاوہ دیگر جودات
میں بھی نوا سنجی و خوش الحانی کا مادہ رکھا گیا ہے مگر انسان گائی گانے اور گانا سننے
کی طرف طبعی میلان ہے۔

گانے کی لطافت محض اس لئے درجہ حاصل کیا ہے کہ روح کی نفاذ قرار پایا اور طبعا و اولیا
نے اس سے خاص حظ حاصل کیا جو ذوق و شوق اس سے حاصل ہوتا ہے وہ کسی
چیز سے نہیں ہوتا چنانچہ اسی لطافت کے سبب سے ظلمات میں محفل نہ ملاؤں
میں طرح طرح کی ایجادیں کی ہیں اور اس صفت کو کمال کے میں پہنچا ہے۔

اسکی تاریخی حقیقت میں ہم زیادہ وقت صرف نہیں کرتے صرف اتنا کہہ دیتے ہیں
کہ ہر زمانہ میں ہر قسم کے آدمی اس سے اپنے مذاق کے موافق لطف اٹھاتے رہے
میں۔ مگر جو کہ تہذیب و تمدن سے خارج اور عوام طبیعت ہیں وہ اس سے سننا اور بے رحمی کہتے ہیں۔

یا یوں کہنے کہ جو مختل الحواس اور بد مغز لوگ ہیں انکو سماع سے کچھ بہی لطف حاصل نہیں ہوتا ہے جیسے کہ زکام والے شخص کو جسکا دماغ بند ہو گیا ہے آپ کیسے سے کیسی ہی خوشبو اور عطر یا سونگھائیں اس کے دماغ پر ذرا اثر نہ ہو گا یہی حال ان مختل الحواس اور بد مغز لوگوں کا ہے جنکو سماع سے مس نہیں ہے اور اسی قسم کا فاسڈ ٹرلرلن ہیں ایسے لوگ ہی ہیں جنکا فساد مزاج حد سے تجاوز کر گیا ہے اور وہ اپنی علت اندرونی کے معالجہ سے غافل ہو کر سماع کو برا بھلا کہتے ہیں ان لوگوں کی اس حالت پر خدا رحم کرے ان بیماروں کی مثال صفر اوی بخار والے کی سی ہے جسکا مونہہ کڑوا ہو جائیگا اور اسکے سبب سے چاہے کیسی ہی لطیف و لذیذ چیز اُسکو کھلائی جائے مگر اُسکو کڑوی ہی معلوم ہوگی ان لوگوں کی بھی یہی حالت ہے کہ انکو چاہے کیسا ہی اعلیٰ درجہ کا خوش الحانی کیسا تہہ گانا یا باجا سنایا جائے مگر اُن کے کافون میں تو وہی صفر اویٹ کی ٹینٹی اڑی ہوئی ہے جسکے باعث سے ساری خوش الحانی اور خوش نوازی انکو کڑوی زہر معلوم ہوتی ہے اور یہ بچارے اسکی تاب نہ لا کر کانوں میں اٹنگیمان دینے پھرتے ہیں اور جہاں جاتے ہیں یا جسکے پاس بیٹھتے ہیں سماع کو بھرا کہتے ہیں غور سے دیکھا جائے تو یہ ان لوگوں کا قصور نہیں ہے بلکہ یہ ان کے وہو کا قصور ہے جو ایسا ناموزون وقع ہوا۔ یہ لوگ محض اپنی ناموزونیت طبع کے باعث سے سماع کے منکر ہیں اور مذہب کو بدنام کرتے ہیں ورنہ مذہب میں کہیں اسکی ممانعت کا اشارہ تک نہیں ہے اگر یہ لوگ سماع سے سچے سچے طبعی طور پر انکار کریں تو میں تحقیق کہتا ہوں اور تم دیکھ لو کہ تمام زمانہ انکو مجنون اور دیوانہ کہے اسی واسطے یہ لوگ اسکے انکار میں مذہب کو اڑ پکڑتے ہیں اور بچارے غریبوں کو بھی در فلان کر اپنا شریک حائل کیلئے ہیں مگر اس سے کیا ہوتا ہے جب ان بیماروں کو موقع ملتا ہے فوراً وہ قوالی کے جلسوں میں دوڑتے ہوئے چلے آتے ہیں چنانچہ ہم اس بات کا معنی قبول دے سکتے ہیں۔

اسکی اصل حقیقت یہ ہے کہ گانے بجانے کی طرف قدرت کی جانب سے انسانی فطرت میں کیا اثر حیرانات کی خلقت میں ہی طبعی میلان رکھا گیا ہے مگر ان جس شخص کی

فطرت ناقص اور طبیعت ناموزون ہوتی ہے البتہ اسکے سیلان میں ہی نقص ہوتا ہے۔
اب ہم کو سب سے زیادہ ضروری اس بات کا بیان کرنا ہے کہ سماع کو مذہب سے
کیا تعلق ہے اور مذہب نے اس کے متعلق کیا فیصلہ کیا ہے۔

سماع مذہب کے اصول میں داخل نہیں ہے اور نہ ایجابات مذہب میں سے ہے
اور نہ ممنوعات اور منکرات مذہب میں سے ہے یعنی سماع ان چیزوں میں سے نہیں ہے
جنہیں مذہب کا دار و مدار ہے جیسے نماز وغیرہ فرائض اور نہ ایجابات اور ممنوعات مذہب
میں سے ہے جیسے لحم خنزیر وغیرہ حرام چیزیں بلکہ یہ ایک ایسا فعل ہے جو مذہب اسلام
سے پہلے موجود تھا اور جس زمانہ میں مذہب اسلام کی تکمیل ہو رہی تھی یہ برابر جاری تھا
اور شارع علیہ السلام سے اسکے تعلق کا کامل ثبوت موجود ہے اور تعمیل مذہب سے
اس وقت تک برابر نہایت زور شور سے جاری ہے کتاب الکھتاع میں ان کل باتوں کو
قطعی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے اب رہا مذہب کا اسکے متعلق قطعی فیصلہ یہ ایک بڑی
بحث ہے جس کو نہایت اختصار اور وضاحت کیسا تہہ ہم بفضلہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں
اللہ تعالیٰ نے کل چیزوں کے متعلق تین قسم کا فیصلہ کیا ہے بعض چیزیں حلال کیا
ہے اور بعض چیزوں کو حرام کیا ہے اور بعض چیزوں سے خاموش ہو گیا ہے
یعنی انکو انہیں کی حالت پر رہنے دیا ہے کوئی نیا حکم انکی بابت صادر نہیں کیا ہے
ہم قرآنی آیات ہی سے کہہ سکتے ہیں کہ فلاں چیز حلال ہے اور فلاں چیز حرام ہے
اور جسکی نسبت حلت و حرمت سے گفتگو نہیں کی ہے وہ مباح ہے چنانچہ اس آیت میں
میں فرماتا ہے احل اللہ البیع وحرل البوایع اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے اور
سود کو حرام کیا ہے اور فرماتا ہے واحل لکم ما ورثکم یعنی جو عورتوں کی حرمت کا
بیان ہو چکا ہے ان کے سوا اکل عورتیں تمہارے واسطے حلال کی گئی ہیں۔
حرمت و حلت کی آیات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حرام چیزیں محفوظ اور گنتی
کی ہیں اور حلال چیزیں عام اور غیر معدود ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے حرام چیزوں کو گنتی
فرمادیا ہے کہ اتنے سوا جسدہ چیزیں حلال ہیں۔

سماع کو جو ہم ان آیات کے سامنے لاتے ہیں تو انکا اس پر کچھ اثر نہیں پڑتا

اور نہ اس سے کہ کسی تعلق ثابت ہوتا ہے قرآن شریف کے بعد حدیث متواتر ہے
 مگر کسی مدینہ متواتر نہیں بھی سماع کی نسبت حرام کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا۔ اور
 یہ بات کہ حدیث کی تسلیم کردہ ہے کہ کسی چیز کی حرمت کیا بلکہ کراہت ہی بغیر نص قطعی کے
 ثابت نہیں ہو سکتی۔ اور نص قطعی وہ حکم ہے جو آیہ قرآنی یا حدیث متواتر سے ثابت ہوا ہو
 اب ہر حدیث ہر حدیث سے بہ دریا رفتہ کر کے میں کہ آپ کے یاس وہ کوئی آیت یا حدیث
 ہے جس میں سماع کی حرمت کا حکم لگایا گیا ہے۔ کتاب الامناع میں اسی اجمال کی تفصیل
 کی گئی ہے۔ اور گائے باجے کے متعلق کل مضمر اور مستند احادیث کو جمع کر کے ثابت کر دیا گیا
 ہے کہ ہر قسم کا گانا ناجائز مباح ہے۔

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكُذْبَ هَذَا حَلَالٌ وَ
 هَذَا حَرَامٌ یعنی زبانوں سے جھوٹ مٹ بیہ نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے
 بلکہ حرام وہی چیز ہے جسکو خدا نے حرام کیا اور اُس کے ماسواً حلال ہیں۔ جہاں خداوند
 نغائے حرام چیزوں کا ذکر کیا ہے وہاں سماع کی طرف اشارہ ہی نہیں فرمایا
 اور خداوند تعالیٰ نے انہیں چیزوں کو حرام کیا ہے جنہیں ہمارے واسطے چھپا دیا
 نہیں ہے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حرام چیزیں شفا نہیں ہے۔ سماع
 کیا برائی ہے اگر یہ کہا جائے کہ سماع خیالات کو فاسد اور شہوت کو برائیت کرتا ہے
 ہم یہ کہتے ہیں آواز گائے کی یا باجے کی مرد کی ہو یا عورت کی یا لڑکے کی غرض کہ
 کسی آواز کا سننا حرام نہیں ہے البتہ رہے خیالات وہ تمہارے اختیار میں ہیں
 حدیث میں آیا ہو لیکن جو بڑے خیالات کی بدولت نماز حرام ہو جاتی ہے گانا یا باجہ
 تو کس گنجی میں ہے۔ عورت کا گانا یا شعر کہنا اسی سبب سے برا کہا جاتا ہے کہ ماہ
 طہرہ اس کے سننے سے خیالات کثرت کے ساتھ پریشاں ہو جاتے ہیں اور اس سے
 بڑھ کر اور لڑکوں کا گانا ہے کیونکہ اہل لڑکوں کے گانے اور لڑکی محبت سے جو مفاہد
 پیدا ہوتے ہیں وہ عورتوں کے گانے سے بہت زیادہ ہیں۔ عورتوں کا گانا ان لوگوں
 کے واسطے جائز ہے جنکے خیالات درست رہتے ہیں اور کسی طرح سے نہیں بدلتے۔
 اور درحقیقت لڑکوں کا گانا عورتوں کے گانے سے زیادہ خوفناک ہے امام نووی علیہ الرحمۃ

لوگوں سے مصافحہ تک کر نیکو کتاب الاذکار میں حرام لکھا ہے وہ لکھتے ہیں امر و کفر
نظر ڈالنی ایسی ہے جیسے نا محرم عورت کو گھورتا جا ہے نیک نیتی ہی سے گھورتا ہو کیونکہ
لوگوں کا عورت ہی کے حکم میں ہے لڑکے کی صحبت میں جو بے بالی نصیب ہوتی ہے
وہ عورت کیسا تہہ کہان لڑکا سا تہہ ہو تو کوئی برا گمان نہیں کر سکتا کیا معلوم کر یہاں
ہے یا بیٹا ہے یا اور کوئی عزیز ہے بخلاف عورت کی ہمراہی کے کہ اُس میں ہر طرح سے
بدگمانی ممکن ہے جواب الکافی بن شیخ ابن القیم الجوزی نے لواطت کو زنا پر بہت
ترجیح دی ہے اور اسکو شرعی دلائل سے حکم طور پر ثابت کیا ہے زمخشری نے بھی
تفسیر کشاف میں امر دون کا گانا سننے والوں کی صفت و ثنا میں لکھی صحیحہ سیاہ کلمے
میں ہمکو اُنکی نقل کرنے سے شرم آتی ہے ایسے لوگوں کو ان کتابوں کا مطالعہ ضروری
ہے ورنہ ہمارے پاس انہیں ہم ہر ایک کتاب اچھی طرح دکھا سکتے ہیں ۔

نہایت تعجب اور افسوس کی بات ہے امر دون کا گانا تو حلال حتیٰ صورتیں عورتوں سے
زیادہ قابل حجاب اور حتیٰ صحبت ماکثر دم سے زیادہ آزاد رساں اور سارنگی ستار
وغیرہ باجون کی آواز حرام۔ سبحان اللہ برین عقل و دانش بیاہد گریست یہ باجے وہ
آلات ہیں جنکی شان میں مولانا محقق رومی فرمائے ہیں نے زنا روئے زجوب وئے
ز پوست بہ خود بخود می آید این آواز دوست بے لے مولوی پٹا زرا انصاف سے کہو لڑکے کے
گانا سننے سے شہوت کا غلبہ ممکن ہے یا باجے کی آواز سے دنیا میں کوئی ذی عقل ایسا
نہیں ہے جو یہ کہیگا کہ باجے کی آواز سے خیالات فاسد پیدا ہوتے ہیں اور شہوت غلبہ کرنی
ہے جو کہیگا کہیگا کہ امر و کفر کی آواز سننا کیا ایسی صورت کے دیکھنے سے خیال فاسد کا
پیدا ہونا ممکن ہے جسکے سبب سے گانا سننا یقیناً حرام ہو گیا کیونکہ ہم بارہا کہہ چکے
ہیں کہ خیالات خراب ہونے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اگرچہ ہم بارہا موعیم یا سیلا یا
سنا کر یا خود یا ڈھولک وغیرہ کوئی باجہ سننا کیا تصور کیا کیونکہ اُنکے سننے سے کسی طرح
خیال خراب نہیں ہو سکتا بلکہ میں یہ بات باہجزم کہتا ہوں گانا اور باجہ سننے کے برابر
بشرطیکہ خیالات صالحہ کیسا تہہ ہوں دل کے پاک و صاف کرنے والی تدوۃ کلام
مقدس کے بعد کوئی چیز نہیں ہے جسکو ہماری بات کا یقین نہ پکھٹے ہم اسکو گانا اور

باجائیں اور اگر تجربہ کر سکتے ہیں خصوصاً باجے میں جو کیفیت اور سرور حق حاصل ہوتا ہے۔ وہ ہرگز کیا ملکہ صد ہرگز محض گمانے میں حاصل نہیں ہو سکتا چنانچہ حضرت مولانا روم کا شعر یہاں نظر آئے ہیں وہ باجے کی تفصیل کیوں سطرے کافی ہے۔ لہذا جن لوگوں نے محض گمانے پر اتفاقی ہے وہ یقیناً بے نصیب ہیں تاہم حرمت کی کیا چیز ہے اور کیا بات ہے کاٹھہ کی لکڑی اور تانبے یا لوہے کے تار سے تو شیطان زور کر لے اور شیطان مجسم جو سامنے موجود ہے وہ کچھ نہیں کر سکتا سبحان اللہ و بحمدہ۔ استغفر اللہ بی من جس غلطی و جرمی و اسراف فی غلے نفسی و اتوب الیہ بے نصیب ہیں۔

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور لڑکیوں کا گانا سنا ہے چنانچہ یہ احادیث عنقریب کتاب الامتاع میں آپ کی نظر سے گذری ہیں اور مردوں کا گانا بھی آپ نے سنا ہے مگر مولوی صاحب امر کا گانا بھی حضور نے کبھی سنا ہے کسی حدیث سے ثابت ہے کسی تاریخ میں اسکا تذکرہ ہے یہ بدعت کیسے

حلال ہوئی۔ نعوذ باللہ من شر النفس الامارة۔ عافانا اللہ مما تبارک و علاء
 اَنَّا مَرُّونَ النَّاسَ بِالْبَشِّ وَنَسْوَنَ اَنْفُسَكُمْ وَانْتُمْ تَكُونُ الْكِتَابَ
 اَفَلَا تَعْقِلُونَ ط

ہم جو کرتے ہیں وہ اچھا ہے اور تم جو کرتے ہو وہ برا ہے اگرچہ ہم یہ جانتے ہیں کہ تم جو کرتے ہو وہ اچھا ہے اور ہم جو کرتے ہیں وہ برا ہے مگر ہم ہی کہتے ہیں کہ تم جو کرتے ہو برا ہے لاجل ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم ذرا انصاف سے دیکھو ہٹ دہری اور سخن پروری نیکرو بواعث حرمت گاتے ہیں زیادہ یا بن یا باجے میں۔

بس کتاب اللہ تعالیٰ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہی فیصلہ کیا جائے کہ آواز ہر شے کی حلال ہے کسی آواز کا سننا حرام نہیں ہے۔ اگر ہم اسکی تفصیل بیان کریں تو سو جزیرین بھی ختم نہیں ہو سکتی لہذا ختم والسلام علی من انصف فی الغیم والکلام ۴۔

معز المملۃ سعید السعید
 کیا تم لوگوں کو توہین کا حکم کرتے ہو اور خاص اپنے نیک فراموش کہ جائے جو حالانکہ کتاب قرآن شریف ہی پڑھتے ہو اسے بیوقوف تم کو اتنی عقل نہیں ۱۲

ترجمہ کتاب التمسک فی احکام الشریع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد و لغت کے بعد معلوم ہو کہ اہل اللہ میں جو سماع متعارف ہے یعنی بزرگان دین صبیہ گانا سننے آئے ہیں وہ حکم شرع شریف میں نصاً اور ثقیلاً قولاً اور فعلاً مباح چیزوں میں سے ہے مگر بعض وقت اس گانے میں ایسے عوارض لاحق ہو جاتے ہیں جو اسے مندوب یا مکروہ بنا دیتے ہیں اور بہر حال اعمال کا نتیجہ نیت پر موقوف ہے یعنی انسان جس فعل کو جس نیت سے کرے گا اُسی نیت کے موافق (اُس کا بدلہ پائے گا)

احکام سماع کے متعلق میں نے جب شیخ کمال حضرت کمال الدین جعفر بن تغلبغا نسباً و فوی محلّہ کی کتاب استماع کو دیکھا تو اسکو مسائل سماع کا جامع اور ہر شخص کو نافع سراپا انصاف کتاب و سنت اور آثار اللہ پر مبنی اور معتد پایا لہذا میں اس کے مقاصد کو ان چار فصلوں میں مشرح اور مفصل بیان کرتا ہوں۔

پہلی فصل - شعر کہنے اور کہوانے کے بیان میں یعنی اس فصل میں یہ بیان ہے کہ خود شعر کہنا یا دوسرے سے شعر کہوانا جائز اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت یا نہیں۔ **دوسری فصل** - بغیر ہائے کے محض گانے یا دوسرے شخص کا گانا سننے کے بیان میں **تیسری فصل** - آلات طرب مثل دف اور طبل شباہ اور مزامیر اور عود وغیرہ مثل ساز گئی ستار ہارمونیم کے بیان میں **چوتھی فصل** - طرب انگیز باجون کیساتھ گانا سننے کے بیان میں۔ **پہلی فصل**

شعر کہنے اور کہوانے اور خدا کے بیان میں۔ اس فصل کے متعلق کئی حدیثیں مابین جنہیں سے **۱** مندوب اور مکروہ ایک دوسرے کی ضد ہیں یعنی مندوب فعل ہو چکا کہنا چاہیو اور مکروہ فعل ہو چکا

ایک حدیث یہ ہے جسکو امام مالک نے موطا میں روایت کیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے شاعر یہ لوگ تھے حسان بن ثابت عبد اللہ بن رواحہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہم ان سبہوں نے حضور صلعم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
 الشعر لیتبعہم الغاؤون یعنی شاعروں کے گمراہ لوگ پیرو ہوتے ہیں حضور صلعم نے فرمایا کیا اس کے آگے اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا ہے الا الذین امنوا وعملوا الصالحات مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے (وہ ان شاعروں میں داخل نہیں ہیں۔
 حافظ ابو عمر بن عبد البر فرماتے ہیں اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ شعر کہنا مومنوں کو نقصان نہیں کرتا ہے۔

اور اسی مضمون کی ایک حدیث امام احمد رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں جابر بن سمرہ روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں بن رسول خدا صلعم کی خدمت میں مسجد شریف کے اندر سو مرتبہ سے زیادہ حاضر ہوا ہوں اور آپ کے اصحاب کو میں نے شعر اور جاہلیہ کی بعض باتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے پایا ہے۔ اور ایک حدیث بخاری و مسلم روا کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گذرے حسان اس وقت مسجد میں شعر پڑھ رہے تھے حضرت عمر نے انکی طرف دیکھا انہوں نے کہا دیکھتے کیا ہو میں تم سے جو بہتر تھے یعنی حضرت صلعم ان کے سامنے گایا کرتا تھا۔
 اور یہ حدیث بھی بخاری نے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں حضرت ابو بکر جب بخاریڑ ہوتا تھا تو آپ یہیں فرمایا کرتے تھے کل امر مصبح فی اللہ۔ والموت اولی من شربک فلعنہ حضرت عائشہ نے اسکی حضور صلعم کو خبر کی آخر حدیث تک۔

اور ایک حدیث ابو داؤد روایت کرتے ہیں جسکی اصل بخاری میں موجود ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بعض شعر حکمت ہوتے ہیں اور بعضا بیان جاد ہوتا ہے شیخ ابن عبد البر فرماتے ہیں جب محمد اشعار کہ حضور صلعم نے کہہ لئے ہیں اور آپ کے سامنے آئے ہیں وہ حد حصر سے باہر ہیں اور جبکہ حضرت ابو بکر نے شعر کہا اور حضور کو اسکی خبر ہوئی اور آپ نے اسکو بحال رکھا اور منع نفر مابا تو پہلا پھر جائز ہوئے واسطے حد اس گائے کو کہتے ہیں جو مسافر لوگ راہ ردی میں تھکان جھوم لہوئے اور انہوں نے جلد راستہ طے کرنے کے لئے

اس سے بڑا بکر لیل اولیا ہو سکتی ہے اور اہل علم دین سے کوئی شخص ایسے نہیں ہیں جو
 سورہ شعر کا انکار کرتے ہوں کیونکہ شعر میں اور شر میں فرق ہی کیا ہے جس مضمون کا نثر
 کلام اچھا ہوتا ہے اسی مضمون کا نظم کلام بھی اچھا ہوتا ہے اور جس مضمون کی نثر
 بُری ہوتی ہے اسکی نظم بھی بُری ہوتی ہے محمد بن سیرین اور امام شافعی سے روایت
 ہے کہ شعر ایک کلام ہے اچھا اچھا اور برابر ہے۔ اور حضرت امام شافعی سے ہی یہی
 روایت ہے، اور بیہقی نے اپنی ارفوز میں سے اسکو منقول علیہ بن ابی یوسف سے منقول
 ہے کہ یہ قول امام موصوف ہی پر موقوف ہے جو لوگ شعر گوئی کو برا کہتے ہیں
 انکی دلیل یہ حدیث ہے جو مسلم میں روایت ہے کہ حضرت علی اند بنیہ وسلم نے
 فرمایا ہے تم میں سے کسی کا بیٹا اگر پیپ سے بھر جائے تو یہ اس سے بہتر ہے
 کہ شعر سے بھرے اس حدیث میں چند اقوال ہیں جن میں راجح قول یہ ہے کہ
 یہ مذہب اس شخص کے حق میں ہے جو بالکل شعر گوئی ہی میں متا ہو جائے اور کل کلام
 اور نماز اور روزہ اور قرآن شریف کا پڑھنا اس سے چھٹ جائے سیہتی نے اس کے
 متعلق ایک باب مرتب کیا ہے۔

تنبیہ

بعض اوقات شعر کے ساتھ ایسے عوارض لاحق ہو جاتے ہیں جو اسے مکروہ باحرام
 بنا دیتے ہیں شعر کے مکروہ ہونے کا تو وہی طریقہ ہے جو ہم بیان کر آئے ہیں کہ اسکے شغل
 میں انسان مستغول ہو جائے اور تحصیل علم اور قرآن شریف کا پڑھنا اور اسکے علاوہ اور
 نیک کام اس سے چھٹ جائیں۔ اور یا اپنے شعروں میں اپنی بیوی یا لونڈی کی حسن و
 جمال وغیرہ کی تعریف کہے کیونکہ عروت ایسی حرکات کی مانع ہے او فوی فرستے ہیں
 رافعی کا ایراد اسکے عدم جواز کا مقتضی ہے یعنی بیوی یا لونڈی کی خاص طور پر ایسے
 اشعار میں تعریف کرنی ناجائز ہے اور روایاتی کتاب البیہ میں اپنے کل اصحا سے
 نقل کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی یا لونڈی کی شعر میں تعریف کہی تو اسکی
 گواہی رد کی جائیگی اور غیر معینہ عورت کی تعریف کرتی جیسے کہ اٹھنے جھلنے، ساعرون
 کی عادت ہے مشہور یہی ہے کہ مباح ہے اور ہمیں کہہ کر اہل بیت سے امام شافعی

رحمۃ اللہ علیہ اس پر دلیل شرعی بیان کی ہے اور یہی ہے اس مسئلہ پر اس طرح سے
باب باند ہے باب اس شخص کے بیان میں جس نے بغیر نام لے کر کسی عورت کی تعریف
میں شعر کہے اور اس کے متعلق یہی نے شافعی کی نص کو بیان کیا ہے اور کعب بن
زہیر بن ابی سلمیٰ کے اسلام لائے بعد میں کو سند لائے ہیں کہ انہوں نے اپنے معشوقہ
کی تعریف میں یہ قصیدہ کہا تھا جس کا شروع اس طرح سے ہے بامت سعاد فقلبی الیوم
مقبول اور حضور صلعم نے انکو منع فرمایا تھا۔ امام غزالی فرماتے ہیں سننے والوں کو یہ
لائی نہیں ہے کہ ایسے غیر معین شعرون کو کسی خاص عورت پر اپنے خیال میں صادق
کر لیں اور اگر صادق کرینگے خود گنہگار ہوں گے اور اگر اشعار وں میں معشوقوں کے
قد اور خساروں اور حسن و جمال کا ذکر ہے تو یہ جہور علما کے نزدیک مباح ہے
اور اس میں بالکل کراہیت نہیں ہے کیونکہ کعب موصوف کا قصیدہ ان سب باتوں

کو شامل ہے چنانچہ اسی مضمون کا ایک یہ مصرع ہے ہیظا مقبلہ بجزاء مدبرۃ۔
مفسر قرطبی مالکی اور ابن الجوزی جنہوں نے کہتے ہیں کہ یہ یعنی ایک اجنبیہ عورت معینہ
کی یا امر کی تعریف کرنی یا کسی بے گناہ کی بچو کرنی اگرچہ وہ ذمی ہو حرام ہے یا بچی
بات میں اس قدر مبالغہ کرے کہ وہ جھوٹ میں داخل ہو جائے حرام ہے۔ اجنبی
عورت کی تعریف کرنی اس سبب سے ناجائز ہے کہ اس میں ایذا دہی ہے اور امر کی
تعریف یوں ناجائز ہے۔ کہ کسی وجہ سے اس کا حلال ہونا ثابت نہیں ہے۔ اب رہا
مبالغہ نہیں اگر کسی وجہ سے سچ برا سکھ لیا جائے تو یہ بہت ہی اچھا ہے اور اگر نکلیا
جائے تو رافعی نے جہور شافعیہ اور ظاہر نص سے نقل کی ہے کہ یہ حرام ہے اور
جھوٹ کی اور قسموں جیسی یہ بھی ایک قسم ہے اور فقال اور صید لانی سے منقول ہے
کہ یہ مبالغہ جھوٹ سے کچھ نسبت نہیں رکھتا کیونکہ جو شخص جھوٹ بولتا ہے اس کو خیال
ہوتا ہے کہ میرا جھوٹ سچ ہے خلاف شاعر کے کہ اس کا مقصود محض اپنے شعر کی
خوشنمائی ہوتا ہے اور راہی نے ہی اسی بات کو بہتر سمجھا ہے۔

حد کا بیان

حد اس گائے کو کہتے ہیں جو مسافر لوگ جانوروں کے تیر چلنے اور سفر کی تکلیف معلوم

صحیح بخاری میں براہین عازب سے روایت ہے کہتے ہیں کہ خندق کی جنگ میں میں نے حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عبد اسیر بن رواحہ کا یہ ربڑ پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اللھم لولا انت ما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا فانزل سکینۃ علینا وثبت الاقدامان لا قینا ان الاعداء قد یخولحینا اذا راوا قناتینا اور اس جملہ کیساتھ آپ آواز بلند فرماتے تھے ۔

حافظ ابو عمر بن عبد البر بنی کتاب تہجد میں سند کیساتھ حضرت عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے گانا مسافر کیلئے اچھا گوشہ ہے۔
اس قیمتی پنی سند کیساتھ بیان کرتے ہیں کہ سعد بن ابی قحاص مکہ مدینہ کے راستہ میں حالت احرام کے اندر لگا پا کر رہے تھے۔

سند کیساتھ روایت کرتے ہیں کہ ابوسعود انصاری رضی اللہ عنہ سواری پر
 بیٹھ کر گا کر تے تھے اس قسم کی نظیریں بے حد و حساب ہیں جسکے معنی گانے کے ہیں
 فصل محض آواز کیساتھ بغیر باجے کے گانے کے بیان میں لفظ غناء مد کیساتھ ہے
 اور کہی قصر کیساتھ بھی استعمال کیا جاتا ہے قرطبی کہتے ہیں غناء ترغیب مخصوص
 کیساتھ آواز شعر کو بلند کرینکے تین کہتے ہیں اور لوفی فرماتے ہیں غناء محض تہن

مخصوص کيسا کھ آواز کا بلند کرنا ہے يعنی انہوں نے شعر کی قیادہ نہیں لگائی سے تاکہ
 انہیں اسناد ہی داخل ہو جائے اور استبداد محض نہ ترتیب مخصوص کيسا کھ تغیر
 شعر کے آواز کو کہتے ہیں علماء نے غناء کے سننے میں اختلاف کیا ہے ماوردی فرماتا
 ہیں اہل علم نے غناء کے مسئلہ میں اختلاف کیا ہے اکثر نے تو اسکو مباح کیا ہے اور
 اکثر نے اسکو حلال سمجھا ہے اور اکثر اسکو مکروہ سمجھتے ہیں چنانچہ امام ابوحنیفہ اور مالک
 اور شافعی سے صحیح ہی منقول ہے کہ انہوں نے اسکو مکروہ سمجھا ہے اور وہ فوی فرماتے
 ہیں کتاب الام کے ادب القضاہ میں امام شافعی نے لکھا ہے کہ یہ مکروہ ہے اور
 اکثر شافعی نے ہی اس پر حرم کیا ہے اور مرد و عورت کے گلے میں کچھ فرق نہیں کیا ہے
 ابن صباغ کہتے ہیں اس حساب سے اجنبی عورت کا گانا زیادہ مکروہ ہونا چاہیے اور
 رافعی نے شرح صغیر بن اسیر حرم کر کے کبیر بن ان کیا ہے کہ عورت کی آواز سے یہ یا ستر
 ہیں سے اصح بھی ہے کہ عورت کی آواز سنہ نہیں ہے علماء نے گانے کے کم یا زیادہ
 سننے میں کچھ فرق نہیں کیا ہے یعنی کم سننے اور زیادہ سننے کا ایک ہی حکم ہے اور بہت
 سے محققین نے اس بات پر حرم کیا ہے کہ زیادتی کیوقت گانا مکروہ ہوتا ہے اور یہ زیادتی
 اسوجہ سے مکروہ ہوتی ہے کہ یہ اہل طاعت کا شعاع نہیں ہے اور جب گانا کھی کھی سنا
 جاتا ہے تو محض نفس کے راحت دینے کو وہ کھی کھی نفس کو راحت دینا ہرگز مکروہ نہیں ہے
 کیونکہ غریب بزرگوں سے اسکا سننا نقل کیا جائیگا اور اصل بات یہ ہے کہ گانا بہت حکم
 شرعی ہے بغیر خاص دلیل کے ثابت نہیں ہو سکتا۔

ابن المنذر کتاب الاشرار میں کہتے ہیں کہ جو شخص اپنے گھر میں اپنے دوستوں میں
 بیٹھ کر تفریح کا گاتا ہے تو یہ منع نہیں ہے اور ایسے ہی امام غزالی فرماتے ہیں کہ جو شخص
 اپنی اوقات کو اکثر گانے میں صرف کرتا ہے وہ جاہل ہے اور اسکی گواہی مرد و عورت
 کیونکہ مکمل مباح چیزوں کثرت کی حالت میں گناہ صغیرہ ہو جاتا ہے جس سے کہ گناہ صغیرہ
 عداوت کرنے سے کبیرہ ہو جاتا ہے اور گناہ حرام کبھی اسوقت تک نہیں ہے جسوقت
 تک کہ فتنے کا خوف نہ ہو اور جسوقت فتنے کا خوف ہو جیسے کہ عورت کا سرو کے گانے سے
 منظور ہے تو یہ گناہ حرام ہے جیسے کہ رافعی اور غزالی فرماتے ہیں اور یہ بھی ضرور ہے

کہ گالنے میں کسی کی ہجو یا جھوٹ نہ ہو۔
 حنبلیوں میں سے بہت لوگ اس طرف گئے ہیں کہ غنا و مطلقاً حرام ہے اور ابن تیمیہؒ
 میں ہمارے اکثر اصحاب کا یہی مذہب ہے۔

قاضی ابو الطیب نے جو سماع کے اندر کتاب لکھی ہے اسمین شعی اور سفیان ثوری اور
 حماد بن زید اور ابراہیم نخعی سے اسکی حرمت نقل کی ہے اور مسلم کی شرح میں نووی نے
 کل شافعیہ کا اسکے جواز پر اتفاق نقل کیا ہے یعنی زیادتی کے وقت کراہتہ کیسا تھ ہم یہ
 پہلے ہی بیان کر چکے ہیں کہ اگر مباح فعل کو طاعت کے قصد سے کیا جائے تو وہ طاعت ہی
 میں ہی شمار کیا جاتا ہے اور اسی سبب سے خوارزمی کتاب الکافی میں اسکی کراہت
 بیان کر کے کہتے ہیں کہ اگر اسمین نیت صحیح ہے تو یہ مکروہ نہیں ہے اور ابن جزم کہتے
 ہیں گانا سننے میں جس شخص کی یہ نیت ہو کہ قلب کو راحت پہونچا کر طاعت پر قوت حاصل
 کرے تو یہ شخص مطیع ہے اور اگر اسکی نیت گناہ کی ہے تو یہ گناہگار ہے اور جو کچھ بھی نیت
 یعنی گناہ یا طاعت کی نہیں ہے تو یہ مباح ہے جیسے باغون بن سیر کرنا وغیرہ وغیرہ
 اور یہی استاد ابو القاسم قشیری کا قول ہے اور امام غزالی اور شیخ عز الدین بن عبد السلام
 دوران کے ساتھی شیخ فقی الدین بن ریفق العید اور بہت سے متقدمین و متاخرین کا قول
 ہے اور یہی مذہب (حضرات خواجگان چشت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اور حضرت
 جنید بغدادی شیخ الطائفتین اوکل صوفیائے کرام کا ہے۔

اس فصل کے متعلق کئی حدیثیں ہیں بعض تو وہ ہیں جنکے ساتھ قائلین حرمت نے حجت
 پکڑی ہے جیسے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس چیز کے ساتھ آدمی ابو
 کرے وہ باطل ہے سوا کہ گناہ کیسا تھ تیر اندازی کرنے اور اپنے گہوڑے کو سدھانے
 پنی بیوی سے اخلاص پرار کی باتیں کرنے کے اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا
 ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے قائلین حرمت کہتے ہیں گانا ان تینوں چیزوں میں
 سے جو حرام ہے مستثنیٰ کی گئی ہیں نہیں ہے لہذا بہ حرام ہے اور قائلین حلت اسکا
 جواب دیتے ہیں کہ حدیث میں لفظ باطل آیا ہے اس سے حرام مراد نہیں ہے
 بلکہ باطل سے وہ فعل مراد ہے جس میں چمہ فالحمد نعو جیسے کہ بہت سے مباح فعل ہیں

چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

یہ ہے
پروردگار تو نے ان کل چیزوں کو بے فائدہ نہیں پیدا کیا ہے دوسری یہ حدیث ہے
جسکو ابو داؤد اور بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
گناہوں کے اندر نفاق پیدا کرتا ہے جمہور اسکا یہ جواب دیتے ہیں کہ اس حدیث
سے بھی حرمت ثابت نہیں ہوئی کیونکہ بہت سی ایسی مباح چیزیں ہیں کہ جب اسکے
ساتھ تکبر یا تفاخر کا قصد کیا جائے تو وہ نفاق پیدا کرتی ہیں اور حرمت غنا ہی کے
متعلق ایک یہ حدیث ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے گناہ والی لونڈیوں
کو نہ خریدو نہ فروخت کرو اور نہ انکو گنا سکھاؤ اور نہ انکی تجارت میں خیر اور برکت ہے۔ اور
قیمت انکی حرام ہے اور اسی مضمون میں یہ کتب نازل ہوئی دس الناس من لیسری
لہو الحدیث لیصل عن سبیل الدترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ
ہم اس حدیث کو محض اسی وجہ سے جانتے ہیں اور اس حدیث کا ایک راوی عبد اللہ
بن زحر ہے جو ضعیف ہے۔

جمہور اسکا یہ جواب دیتے ہیں کہ اول تو حدیث ثابت نہیں ہے اور لو فرضاً ثابت بھی
ہو تب بھی لونڈی کی خرید اور فروخت حرام ہونے سے اسکے گنا سننے کی حرمت لازم
نہیں ہوتی کیونکہ اکثر لونڈیاں گناہی کے خیال سے خریدی جاتی ہیں اور گناہ و
عوض شرعی نہیں ہے جو قیمت کے مقابل ہوتے چنانچہ اسی وجہ سے یہ بیع فاسد
ہوئی نہ اسوجہ سے کہ انکا کما حرام ہے۔ اور حرمت ہی کے متعلق ایک حدیث ہے
جسکو بخاری نے تعلیقاً روایت کیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً
میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو حر اور حریر اور معارف کو حلال کر لینگے حرج
کے ریر سے فرج کو کہتے ہیں۔ قرطبی جو ہماری سے باقی ہیں کہ معارف غنا کو کہتے ہیں۔
او فوی فرماتے ہیں یہ نفس میں نے جوہری کے صلاح میں نہیں دیکھی (نہ معلوم قطبی
نے کہاں سے نقل کی ہے) بلکہ وہ صلاح میں لگتے ہیں کہ معارف آلات لہو کو کہتے ہیں
(اور معارف صحیح کا لفظ ہے جسکا) واحد منفذ ہے۔ اور حرمت غنا ہی کے متعلق ایک یہ
حدیث ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب گناہ والی لونڈیاں پیدا ہوں

اور معارف ظاہر ہوں اور شریعتیں دینی جاہلین پس اس وقت لوگوں کو چاہئے کہ ایک
سرخ ہوا اور مسیح اور قدس کا انتظار کریں اور ایسی نشانوں کا جو اس طرح ہے وہ ہے
ایک جیسے لڑی کا ٹکڑا ٹوٹ جاتا ہے (اور اس کے موٹی پے وہ پے گرنے لگتے ہیں)
اس حدیث کو ترمذی نے جتنے طریقوں سے روایت کیا وہ کل ضعیف ہیں۔

اور جمہور اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ گانے والی لوٹریوں کے پیدا ہونے سے گانے کی
حرمت لازم نہیں ہوتی ہے اور یہ کہ لفظ قیسم جو اس حدیث میں آیا ہے ایک معنی اس
لوٹری کے ہیں جو شراب کیسا تہہ گالی ہے اور ان جو بات کے علاوہ اس حدیث کے
جس قدر طرق ہیں وہ اس امت میں مسیح کے ہونے پر متفق ہیں اور یہ صحیح حدیثوں سے
ثابت ہو چکا ہے کہ اس امت میں مسیح نہ ہوگا۔ اب ہم ان احادیث کو بیان کرتے ہیں
جن کے ساتھ مطلقاً گانے کو مباح سمجھنے والے لوگوں نے تمسک کیا ہے اور وہ گانے
کو ذرا ہی گروہ نہیں سمجھتے ہیں۔

مخملہ اس کے ایک یہ حدیث ہے جو بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے
کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے روزائے پاس تشریف لائے اور ان کے پاس دو دریاں تھیں
بجائے کہ گاری تھیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان دریاؤں کو جھڑکا حضرت علی رضی اللہ عنہ
نے فرمایا اے ابو بکر انکو چھوڑ دو ہر قوم کیواسے عید ہے اور یہ ہماری عید ہے اور
ایک وہ حدیث ہے جو ربیع بنت مضر سے ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے
کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ و مسلم ان کے ہاں انکی شادی کے روز تشریف لے گئے وہاں دو
دریاں گاری تھیں فبنا کئی یحلکھ کافی خذ پ نے فرمایا اے ابو بکر انکو چھوڑ دو
کل کی بات کو سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا ہے۔ اور دلائل حدیث میں سے ایک
حدیث بھی ہے حضرت عائشہ نے اپنی قرابت داروں میں سے ایک عورت کی ایک
انہما ہی شخص سے شادی کی اور قبل انکے عرف انہیں رخصت کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ
نے فرمایا اے عائشہ تم نے ان کے ساتھ کیا کیا ہے ان نے والی عورتوں کو کہیں نہیں بھیجا
کہو کہ انصار کو جو اچھا معاہدہ ہوتا ہے یہ طرائق کے بغیر میں اور نسائی نے انہما صحیح
سیدھے تھے۔ نہ میں ان کے ساتھ ہوا ہے اور سیدھے قبائلی اسی جگہ ہے۔

کیساتھ روایت کی ہے کہ ایک عورت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ نے حضرت عائشہ سے فرمایا اے عائشہ تم اسکو پہچانتی ہو یہ کون عورت ہے انہوں نے کہا یا نبی اللہ نہیں میں نہیں پہچانتی فرمایا یہ فلان قوم کی گائے والی لوٹتی ہے تم چاہتی ہو کہ یہ تمہیں گانا سنائے انہوں نے کہا بہت اچھا تب اس عورت نے آپ کو گانا سنایا۔

اور ایک وہ حدیث ہے جو ابن ماجہ نے انس سے ایسی سند کیساتھ بیان کی ہے جسکے کل لوگ ثقہ ہیں کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ کی ایک گلی میں سے گزرے وہاں بڑی بچاؤ کی چند لڑکیاں ڈن بجا کر یہ شعر گارہی تھیں نحن جوار من بنی نجران یا حنظل میں نے منہ نہ کھولا حضرت صلعم نے فرمایا اے لڑکیوں! خدا جانتا ہے کہ میں تم سے محبت رکھتا ہوں اھ ایک یہ حدیث بھی حلت کی دلیل ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ سے واپس کامیاب ہو کر تشریف لائے تو ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کرتی تھیں کہ یا نبی اللہ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر خدا تعالیٰ آپ کو صحیح و سالم لائے گا تو میں آپ کے سامنے ڈن بجا کر گاؤں گی حضور نے ارشاد کیا کہ تم اپنی نذر پوری کر دینے کا وہیں حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ایک وہ حدیث ہے جو احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارقطنی اور مسلم نے روایت کی اور حاکم نے مستدرک میں اسکی تصحیح کی ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے حرام و حلال میں یعنی نکاح کے اندر تمیز ڈن اور آواز سے ہے اور ایک یہ حدیث ہے جو حاکم اور دارقطنی نے اس کتاب میں جو بخاری و مسلم پر الزام میں لکھی ہے کہ انہوں نے اپنی صحیحوں میں ایسی حدیثوں کو ہی نہیں روایت کیا ہے جو بالکل صحیح اور بے طعن ہیں منجد لکے ایک یہ حدیث ہے کہ عامر بن سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں میں ایک روز ابو سعود الصہمی کے پاس گیا وہاں قوطہ بن کعب اور ثابت بن زید بھی موجود تھے اور ان کے پاس حیدر لکبان ڈن بجا کر تارسی تہین عامر کہتے ہیں میں نے ان لوگوں سے کہا کہ کیا آپ لوگ اصحاب رسول خدا صلعم ہو کر یہ کام کرتے ہیں انہوں نے کہا ہاں ہم جو حضور نے اسکی اجازت دی ہے چولو لکے ہیں۔ مگر یہ ہے اور لکھی یہ دیں ہے کہ جب شرع شریف نے

ایک فعل کی مذمت کی اور دوسری دلیل سے اسکی حلت ثابت ہوئی تو لاجرم وہ فعل مکروہ ضرور ہے کیونکہ جس فعل کی تشریع شریف نے مذمت فرمائی وہ فعل حرام ہے مگر جب ایسی اباحت کی بھی دلیلین ثابت ہوئیں تو لاجرم جہاں اللہ یلین وہ فعل مکروہ ہوا۔

اوغوی فرماتے ہیں کہنے والے کا یہ قول کہ گانا حلال ہے یا حرام ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ دلیل شرعی کو چاہتا ہے اور جب کتاب و سنت اور اجماع امت سے گانے کی حرمت پھر امت یا کسی حالت کیسا تھ تخصیص ثابت نہیں ہوئی تو مذہب حق جسیر اعتماد لازم ہے یہی ہے کہ وہ مطلقاً مباح ہے۔ کہتے ہیں اور وہ حدیث جس میں حضور کے حضرت عائشہ

کو اس عورت سے گانا سنوانے کا بیان ہے مرد و عورت سے گانا سننے کی بڑی بہامی دلیل ہے اور حضرت عائشہ سے حضور کے اس فرمانے سے کہ یہ غلان قبیلہ کی گانے

والی لڑکی ہے معلوم ہوا کہ اسکا کام گانے ہی کا تھا اوغوی فرماتے ہیں امام غزالی کا قول ہے کہ جب حضور صلعم کے سامنے ڈنکے ساتھ گانا گاتا ہے تو پھر تجویز ممتی تاویل کی محفل نہیں ہے تاویل تو نصوص قولیہ ہی میں ملتی ہے بھراو کے بعد اوغوی نے سند کیسا تھ بہت سے اکابر میں صحابہ اور ان کے بعد کے علماء سے گانے اور گانا سننے

کی اباحت کو نقل کیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ شیخ ابوالحالی کی کتاب قوت القلوب میں لکھتے ہیں کہ گانیکو صحابیوں اور تابعین نے سب نے سنا ہے اور اہل حجاز ہمیشہ سے بڑے

بڑے علماء و فہما کے زمانہ میں اسکی زحمت دیتے تھے آئے ہیں اور کسی نے اسپر ممانع نہیں کیا ہے مگر ان بکالت زیادتی یا اس میں کوئی مکروہ فعل ہو تو وہ مکروہ ہے کتاب

صفوة التصوف میں حافظ ابن طاہر اپنی سند کیسا تھ بیان کرتے ہیں کہ شافعی فرماتے ہیں میں علماء و حجاز میں سے کسیکو ایسا نہیں جانتا جو سماع کا انکار کرتے ہوں اور عبدالص

بن عمر نے خود گانے کی استدعا کر کے گانا سنا ہے۔ اور لغوی کتاب تہذیب میں اور صاحب المہذب وغیرہ لکھتے ہیں کہ عبد الرحمن بن عوف نے ایک دفعہ حضرت عمر سے ان کے

پاس آئے کا اذن مانگا انہوں نے حکم دیا جب یہ اندر کے تو انہوں نے۔ لکھا کہ حضرت عمر بیٹھے ہوئے جیسے جیسے کہ گانے میں حضرت عمر نے اُسے فرمایا تھے میرے چچا اسکا

عبد الرحمن نے کہا جی مان میں نے سنا فرمایا ہم حب علیہ و خلیفہ میں بیٹھے ہیں یہی طرح

یکجہ گمانا کرنے ہیں جس طرح کہ لوگ گاتے ہیں۔ حضرت عثمان بن عفان کی دولہ پڑیاں تھیں
 جو آپ کو رات بھر گانا سنایا کرتی تھیں پھر جب صبح کا وقت ہوتا تھا تو حضرت عثمان ان سے
 کہا کرتے تھے کہ اس اب بھر جاؤ یہ وقت استغفار پڑھنے کا ہے۔ اور ان قبیلے نے دوا
 کی ہے کہ حضرت بلال نے گانا شروع کیا کسی نے کہا یا میں آپ گاتے ہیں کہا کیوں
 صحابہ میں میں سے ایسا کون شخص ہے جسکو تم نے گاتے ہوئے نہیں سنا وہ اسامہ
 بن زید تو خاص حضور علیہ السلام کی مسجد شریف میں دلیٹے ہوئے ایک پیغمبر و
 پیر۔ کہہ کر گایا کرتے تھے۔ اور عبد اللہ بن جعفر باجوہ اس قدر عظمت و شان کے جو ان کو
 حاصل تھی آپسے پچھا امیر المؤمنین حضرت علی کی خلافت کے زمانہ میں گایا کرتے تھے
 اور حضرت علی نے کبھی انکو منع نہیں کیا۔ ابو طالب کی لکھتے ہیں کہ حضرت زبیر گانا
 سا کرتے تھے اور امام الحرمین اور ابن ابی الدہم اہل تابعی سے اس بات کو ثابت کرتے
 ہیں کہ عبد اللہ بن زبیر کی چند لونیاں تھیں جو انکو عود باجا کر گانا سنایا کرتی تھیں
 حافظ ابو عمر بن عبد البر اور حافظ ابن الجوزی نقل کرتے ہیں کہ سعید بن مسیب جو افضل
 تابعین اور مادیہ کے ساتوں فقیہوں میں سے ایک فقیہ ہیں گانا سناتا کرتے تھے اور
 ان کے سے سے لذت حاصل کیا کرتے تھے اور یہ سعید بن مسیب وہ شخص ہیں جو
 علم میں محدث نے اور قہر میں ضرب المثل تھے حافظ محمد بن طاہر نقل کرتے
 ہیں کہ سالم بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب اور سعید بن جبیر یہ دونوں گانا سناتے کرتے تھے
 اس قیثہ نے بیان کیا ہے کہ عمر بن عبد العزیز جب سلیمان بن عبد الملک کی طرف سے
 مدینہ کے وانی تھے تو ان کے پاس چند لونیاں تھیں جو انکو گانا سنایا کرتی تھیں پھر
 جب یہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اس سبب علیم الفرصتی (کے) ان لونڈیوں کو چھوڑ
 دیا۔ اسناد ابو مسعود بغدادی نقل کرتے ہیں کہ قاسمی شریعہ اور عاشقی اور ابن شہاب
 زہری گانا سنتے تھے اور ادوفی نے ان کے علاوہ اور بہت اقلین بیان کی ہیں
 انہیں سے میں نے فقط انہیں پر کفایت کی ہے ادوفی لکھتے ہیں کہ اگر ہم ان سب
 نقلوں کو جمع کریں تو انہیں ہو جائیں اور پھر اسنے آگے ادوفی لکھتے ہیں کہ حضرات
 صوفیہ کرام اعلیٰ درجہ کے ذی علم اور فقہ و حدیث اور علوم شرعیہ کے واقف لوگ ہیں

جیسے استاد ابو القاسم قشیری اور شیخ ابوطالب کی اور امام غزالی اور شیخ شہاب الدین
 سہروردی رحمۃ اللہ علیہم جمعین وغیرہم اور ان سب بزرگان کے اقوال سماع کے
 بارے میں مشہور ہیں۔ او فوی کہتے ہیں کہ قشیری اور سہروردی حضرت جلیل
 روایت کرتے ہیں کہ عودیہ کے گرام کے نزدیک ہر تین موفعون میں رحمۃ الہی نازل
 ہوتی ہے سماع کی وقت اور کھانے کی وقت اور ما کرہ کی وقت کیونکہ ہر تین میں
 بغیر وجد اور شہود حق کے سماع نہیں سنتے ہیں اور کھانا پین کھاتے ہیں مگر قاف کے
 بعد اور ذکر نہیں کرتے ہیں مگر مقامات صدقین میں حضرت ممشاد ملودنوی فرماتے ہیں
 میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور میں نے عرض کیا کہ حضور
 یہ جو سماع ہوتا ہے اس سے آپ کو کچھ انکار ہے فرمایا نہیں مگر ان لوگوں سے
 تم کہہ دو کہ یہ سماع سے پہلے اور اس کے بعد قرآن شریف پڑھ لیا کریں۔ شیخ ابوطالب
 کی کہتے ہیں جس نے بلا کسی تفصیل کے سماع کا انکار کیا۔ اس نے ستر صدیقوں پر ہکا
 کیا اور شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں بلا تفصیل کے سماع کا منکر صرف وہ ہیں
 اور سنن اور آثار سے بالکل ناواقف ہے یا کندہ طبیعت ہے جسکو کچھ بھی ذوق نہیں ہے
 جو انکار سماع پر اصرار کرتا ہے اور غزالی کہتے ہیں جسکی طبیعت کو سماع نے حرکت
 ندی وہ ناقص اور اعتدال و انشائیت سے بالکل دور ہے اسکی کثافت طبیعت مانع
 سے بھی زیادہ کثیف ہے تم نہیں دیکھتے ہو کہ بچے جب موزون آواز سنتے ہیں تو خاموش
 ہو جاتے ہیں اور بہا لم موزون آواز وں کو سنکر بھاری بھاری بوجھ لئے ہوئے جھل
 بیابان قطع کرتے ہیں ایک فاضل شخص نے ایک منکر سماع کو اس مضمون کا شعر کہنا
 کہ اگر تم کہتے ہو کہ سماع میں کچھ فائدہ اور نفع نہیں ہے تو کم اور نٹ کو دیکھو جو تم سے زیادہ
 غلیظ الطبع اور کثیف المزاج ہے کہ موزون آواز کو سنکر کس طرح آسانی کیسا جھجھل اور
 بیابان قطع کرنے لگتا ہے غزالی نے امام شافعی سے روایت کی ہے کہ کسی نے ان سے
 ذکر کیا کہ یونس بن عبد الاعلیٰ کو سماع میں طرب حاصل نہیں ہوتا فرمایا اسکے حواس
 صحیح نہیں ہیں بعض حکما کا قول ہے جسکی طبیعت کو فصل ربیع کی ترو نارسگی اور اسکے پھولیں

اور سر دوسرے اور اسکے تاروں نے حرکت نہ دی تو وہ شخص فاسد المزاج ہے علاج کرنا
اسکو طیبہ نفع نکریر کا ابن قلیبہ نے امام شافعی سے اور انہوں نے حمید بنی سے اور انہوں
نے اسمعیل بن علیہ سے روایت کی ہے کہ جسکو گانے سے طرب نہ حاصل ہو وہ بزرگ
اور عقلمند نہیں ہے معاذ ربی نے حضرت عبداللہ بن جعفر کے سامنے گانا سنا اور انکو
طرب حاصل ہوا اور کہا کہ بزرگ شخص کو ضرور طرب حاصل ہوتا ہے حکما
فرماتے ہیں گانا ایک ایسی چیز ہے جو نفس کو برا بیختہ کرتا ہے جیسے کہ کھانے کی
بیزین جسم کو ابھارتی ہیں پس جو شخص ذہن لطیف اور نفس فاضل رکھتا ہے وہ سماع
کی ضرور حرص کرتا ہے اور جس نفس کو سماع سے طرب حاصل ہوتا ہے وہ نفس
سب نفسوں سے زیادہ اشرف ہے

تیسری فصل

آلات طرب مثل ڈف اور طبل اور شہابہ اور مرا میر اور عود وغیرہ کے بیان میں ڈف
و کے پیش اور زبر کیسا تھکا اور اسکی طارہ ہی کہتے ہیں یہ ہاجہ اس شکل کا ہوتا ہے
جیسے آٹا چھاننے کی چیلنی کہ نیک طرف سے منڈھی ہوئی ہوئی ہے فقہا فرماتے ہیں
کہ اگر یہ دونوں طرف سے منڈھا ہوا ہو تو یہی مگر ہر ہاجہ ہے مگر اونوی کہنے ہیں لغتہ کی کتاب
میں مرہ عود کو لکھا ہے ڈف کے بجائے میں علما کا اختلاف ہے مگر راج اور صحیح مہرب
یہی ہے کہ شادی اور عید احد کسی کے سفر سے گھر آئے اور ختنے اور ولادۃ اور خوشی
کے موقعوں پر بلا خلاف جائز ہے ایسی ہی ہر وقت مطلقاً صحیح مذہب کے موافق جائز
ہے کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ یعنی ڈف حضور سرور کائنات کے سامنے کہتے ہی
مرتبہ بجا گیا ہے اور خود حضور نے اُن عورتوں کو ڈف بجانگی اجازت دی جنہوں نے
حضور کے سفر سے صحیح و سالم واپس آنے کی نذر مانی تھی۔ بلکہ علما کا ایک گروہ اس طرف
گہلتے کہ کلاخ میں ڈف بجانا سنت ہے کیونکہ حضور صلعم نے فرمایا ہے ڈف کیسا تھ
نکاح کا اعلان کرو مسلمہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور نذر جو پوری کیجانی ہے
مروطاعتی کے کاموں میں پوری کیجانی ہے اور اگر گناہ کا کام ہے تو اسکے ساتھ نذر پوری

نکی جائیگی اور دف میں جہانچ ہوں یا نہ ہوں دونوں حالتوں میں یکساں ہے کیونکہ جہانچ کی ممانعت کے متعلق کوئی دلیل نہیں آئی اور محض یہ خیال دورا کر کہ حضور کے زمانہ میں جہانچ دف تھے انہیں جہانچ نہ تھے جہانچوں کو حرام کر دینا یہ کوئی اجماع نہیں ہے اور یہ بھی کچھ بات نہیں ہے کہ مرد ہی بجائے یا عورت ہی بجائے بلکہ دونوں کا بجانا ٹھیک ہے اور محض عورتوں کیساتھ جو لوگ دف بجائیگی تخصیص کرتے ہیں محض یہ خیال کر کے کہ حضور کے زمانہ میں عورتیں ہی بجاتی تھیں اور کہتے ہیں کہ مردوں کو اسکا بجانا جائز ہے کیونکہ انہیں عورتوں کیساتھ شہتہ ہوتا ہے اور عورتوں کیساتھ شہتہ کرنا حرام ہے ہم کہتے ہیں کہ اب یہی اوپننگ ہے یہ بات مشاہدہ سے ثابت ہو چکی ہے کہ عورتیں مردوں ہی سے میلچتی ہیں اور مرد ہر زمانہ میں عورتوں سے زیادہ خوف بجاتے رہے ہیں اب رہا عورتوں کا شہتہ تو یہہہ ان باتوں میں حرام ہے جو عورتوں کیساتھ مخصوص ہیں۔

طہل امام شافعی کے مذہب میں ہر طہل کا بجانا جائز ہے لڑائی کیوا سٹے ہوا ہو کیواسے سوائے ایک کوہ کے ابو داؤد نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ حضور نے خمر اب اور جوئی اور کوہ سے منع کیا ہے۔ امام غزالی نے فرمایا ہے کل قسم کے طہل مباح ہیں سوائے ایک کوہ کے اور اسی قول کو رافعی اور نووی نے اختیار کیا ہے نووی کہتے ہیں کہ وہ طہل ہے جو بیچ میں سے بچھا ہوا اور تنگ ہوتا ہے اور خاص کر محنت اُسکو بچایا کرتے ہیں بہت سے علمائے کوہ کوہی حلال لکھا ہے اور اس حدیث کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔ حافظ عبد العظیم منذری کہتے ہیں یہ حدیث غیر معلوم ہے اور بہت محدثین کہتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی مدلس اور مجہول ہیں۔ اور رتقہ ثبوت بھی علمائے اختلاف کیا ہے کہ کوہ کیا چیز ہے ابوسلمان خطابی سنن ابو داؤد کی شرح میں لکھتے ہیں کہ جو یہ کہنا ہے کہ کوہ طہل ہے وہ غلط کہا ہے درحقیقت کوہ نرد کو کہتے ہیں۔ زرخسری اپنی کتاب فائق میں لکھتے ہیں کہ کوہ نرد ہے اور بعض طہل کو کہتے ہیں۔ یہ جرب لغت سے یہ ٹھیک نہ معلوم ہوا کہ یہ لفظ انہیں معنوں کے واسطے وضع کیا گیا ہے جن میں دلیل ہوا ہے پس اسی سبب سے امام الحرمین نے کوہ کے حرام ہونے میں توقف کیا ہے اور کہا ہے کہ میں نہیں گوئی بات ایسی نہیں دیکھتا ہوں

ہو۔ سب حرام کی مفتی ہو مگر فقط اتنی بات ہے کہ اسکو اکثر خنث لوگ بجاتے ہیں
اگر کوئی صحیح نہیں حرام ہونے کی ثابت ہو جائے تو ہم اسکو حرام کہہ سکتے ہیں ورنہ
ہم توقف میں ہیں۔

شک ہے اسکو براع ہی کہتے ہیں۔ اسکے بارے میں بھی علما کا اختلاف ہے مگر صحیح
اور ثابت اور محکم مذہب یہی ہے کہ اسکا بجا نا بھی - باج اور جاسر ہے کچھ کسی قسم کی
اجہن کر ابہ میں ہے امام غزالی اور افی کا یہی مذہب ہے اور کتاب شرح صغیر
کہتے ہیں کہ یہ مذہب ظاہر اور غالب ہے اور نووی بغوی کے ابتلاع میں اسکو حرام
کہتے ہیں۔ اور دونوں فریق ابوداؤد کی اس حدیث کو حجت لاتے ہیں جو نافع نے ابن
عمر سے روایت کی ہے نافع کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ ابن عمر کے ساتھ جا رہا تھا انہوں نے
میں ساجا بجانے والے کی آواز سن کر اپنے کافون میں آنکلیاں لے لیں یہاں تک کہ
جب درمیکل گئے تو مجھ سے کہا اب یہی وہ آواز سنائی دیتی ہے یا نہیں میں نے کہا
جس نے لگے میں حضور حضرت سرور کائنات کیساتھ تھا اور ایسا ہی موقع ہوا اور حضور
سی طرح کیا جس طرح میں نے تمہارے ساتھ کیا اب جو لوگ اسکو مباح کہتے ہیں
انہی پر وہیں سے کر اہل قرۃ حدیث ثابت ہی نہیں ہے کیونکہ ابوداؤد نے اسکی صحت
میں شک کی ہے و عبد اللہ بن عمر نے اس طرح ایک حدیث منکر نقل کی ہے اور بر تقدیر
تحت ہی اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے کہ حضور نے ابن عمر کو کان بند کرنے کا
مذکر کیا ہر فکر اس ماجہ کا سننا ناجائز ہوتا تو حضور ابن عمر کو کیوں نہ منع فرماتے اور
یہ ہی ابن عمر نے نافع کو کیوں نہ منع کیا اور حضور نے جو اپنے کانوں کو بند کیا تو
یہ وجہ تھی کہ حضور اکثر حالت ذکر و فکر میں رہتے تھے۔ اس خیال سے حضور نے کان بند
کرے کیونکہ اس ماجہ کی آواز سے اس حالت میں فرق نہ آجائے یا یہ بات ہے
کہ حضور نے ستر با اسکو نہ سنا ہو عیسا کہ اکثر مباح چیزیں آپ نے استعمال کرنی ترک
کر دی تھیں امام غزالی فرماتے ہیں بہت سی مباح چیزیں استعمال اہل دل نے
اس سے عین آئے کی حیاتی اس عین کے حصہ سے بھی استعمال میں فرما لیا کہ انکا استعمال
منع نہیں ہے اور حضور کی مذہب طہر بہت سے زور نہیں دینا اور ایسی ہی ہزاروں باتیں ہیں ۱۳

ترک کر دیا ہے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ گمراہ جو نہایت نفیس اور عمدہ تھا اپنے جسم مبارک سے اُتار کر ابو جہمؓ کی رحمت فرما دیا کیونکہ نماز میں اس پر ہنگامہ پڑتا ہے حضور کی مشغولیت میں فرق آتا تھا اور یہ بات حضور کے مقام عالی کے لائق نہ تھی اور اگر کسی کو آپ نے اس طرح کے کردار کے ساتھ نماز پڑھنے سے منع نہ کیا اور یہ بات تو سب جانتے ہیں حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقْرِئِينَ علمائے حجت بیان کرتے ہیں کہ مزامیر اسلام سے پہلے پھیلے ہوئے تھے جب اسلام جاری ہوا تو انکی ممانعت نہ کی گئی اور کسی نفس صریح سے انکی بھی ثابت ہوتی ہے جیسے کہ نوحہ وغیرہ محرمات کی جو جاہلیت کے زمانہ میں گئے تھے انکی بھی ثابت ہے جاہل نے روایت کیا ہے کہ یہ آیت وَاِذَا رَوَّيْتُمْ اَقْرَبُ وَلَهْوَ الْغَفْصُ وَلِيهَا وَتَرَكُوكَ غَائِبًا اَنْ يَّيْ لَوْ كُنْ لِي شَانِ يَنْ نَزَلَ بُولُوكِي ہے جو جہان کہیں عورتوں کو گائے بجاتے ہوئے جاتے دیکھتے تھے حضور کو چہرہ زکرو فرما گانا سننے اڑ جاتے تھے اور حضور اکیلے کھڑے ہوئے خطبہ پڑھتے پھرتے تھے۔ حافظہ عمر بن طاہر کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے اور اپنی سند میں اس حدیث کو روایت کر کے کہتے ہیں کہ دف او مزامیر کا بچانا جاہلیت کی ان چیزوں میں سے ہے جنکو شرع شریف نے بحال رکھا ہے اور ان کے استعمال سے منع نہیں فرمایا ہے کیونکہ یہ بات عقل سے بہت دور ہے کہ حضور دف اور ہلچے بچانے سے منع فرمائیں اور پھر یہ جمعہ کے دن حضور کی مسجد کے دروازہ پر بچائے جائیں اور خداوند تعالیٰ نے جو اس آیت میں لہو سے منع کیا ہے تو اسی طور پر منع کیا ہے جس طور پر خطبہ کی حالت میں تجارت سے منع کیا ہے۔ علمائے قیاس کی رو سے یہ حجت بیان کرتے ہیں کہ شبابہ کے اندر حرام ہونے کی کئی بات ہے بجز اسکے کہ وہ ایک طرف انگیزہ آواز ہے پس اگر وہ حرام ہو تو پھر گانا جو اس سے زیادہ طرب انگیز ہے وہ بھی حرام ہوگا اور جو گانا خوش آوازی اور ذی معنی اشعار کیساتھ ہو تو وہ دوستوں اور وطن کی محبت کو تادیلاتا ہے اور پھر جب گانا مطلقاً مباح ہے تو شبابہ اُس سے بڑھ کر مباح ہوا اور اسی قیاس پر کُل آلات ہوا حل ہیں بعض ہلچے مثل خود یا ٹھور سے یا حرام را عراتی وغیرہ ان لوگوں کے

نزدیک جوانی ممانعت کے قائل ہیں منع بھی ہیں کیونکہ اول کو محنت بجا یا کرتے تھے گھر پر ہی
 شباب پختہ ہونے سے پہلے داخل نہیں ہے کیونکہ شباب اس واسطے بنایا گیا تھا کہ چرواہا اسکو بچا کر اپنی
 بکریوں کو جمع کرے اور اس شباب ہی کے حکم میں کل مزار میر داخل میں سوائے ایک خیرار
 عراقی کے۔ اب رہے کل مزار میر جیسے مقرون۔ یہ وہ باجہ ہے جس میں دو بانسلیمان علی
 ہوئی ہوئی ہیں یہ سب قریب قریب ایک ہی شکل کے ہوتے ہیں۔ جیسے لمبی نے جسکا
 سر تنگ ہو کر قرنا اور کر جہ یہ دونوں بچے سے کشادہ ہوتے ہیں اور کر جہ کے پیچھے تانبے
 کا پیٹ لگا ہوا ہوتا ہے۔ قرنا وہی باجہ ہے جسکو کشتی والے اور سوار یوں والے
 نقارون کیساتھ بجاتے ہیں اسکا حکم شباب ہی کا سا ہے کیونکہ یہ شرابیوں، فساد یوں
 کے کام میں نہیں آتا اسواسطے کہ وہ لوگ ہمیشہ سے پوشیدگی کی جستجو میں رہتے ہیں
 اندر یہ باجہ اعلان اور شہرت دینے کے واسطے ہیں اور قیاس سے جو دیکھا جائے تو
 وہی امام غزالی کا قول صحیح ہے کہ کل آلات لہو حلال ہیں اور پہلے حدیث صحیح
 میں گھر چکا ہے کہ حدیث کی عورتیں دف اور معارف بجا لینے واسطے حضور کی مسجد کے سامنے
 حاضر ہوتی تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حکم شرعی نے ان چیزوں کو اگلی حالت پر
 رہنے دیا ہے جس پر پہلے سے نہیں کوئی نیا تصرف انہیں نہیں کیا۔ مزار عراقی
 اس کا حکم وہی ہے جو عود کا ہے کیونکہ اسمین کل باتیں وہی ہیں جو عود میں ہیں اور عود کے
 لغوی معنی طنبور کے ہیں اور اسی کو زہر اور بریط بھی کہتے ہیں فقہانے ان ناموں میں
 کچھ تفریق بھی کی ہے اور اس کے حرام ہونے کا حکم لگایا ہے کیونکہ یہ شرابیوں کے استعمال
 میں آتے تھے اور انکی ممانعت اسواسطے کی گئی تھی کہ انکی آواز سے شراب کا شوق پیدا
 ہوتا تھا چاروں اماموں کے مذہب میں فقط ایک ہی توجیہ انکی حرمت کے متعلق ہیں
 کی گئی ہے اور اسی کیساتھ امام غزالی نے احیاء میں اور حودی اور داعی اور افوی نے
 بتعالمہ اور الاصحاب جزم کیا ہے اصحاب فہم اور کل اہل علم اس طرف گئے ہیں کہ کل
 باجے حلال ہیں اور دلیل اسکی یہ ہے کہ کوئی نص شرعی انکی حرمت کی بابت صادر نہیں
 ہوئی اور قیاس کو اسمین دخل دینا بالکل منع ہے اور یہ کہنا کہ باجے خاص شرابی لوگ
 ہی بجاتے تھے بالکل خلاف ہے کیونکہ بڑے بڑے اہل حق اور صالحین کے سامنے

اس زمانہ میں بھی اور اس زمانہ میں بھی یہ باجے بجائے گئے اور بجائے جاتے ہیں اور جن حکمائے ان باجون کو ایجا دیا تھا تو کیا انہوں نے خاص شراب ہی کیساتھ استعمال کرینیکے واسطے انکو ایجا دیا تھا اب رہا شراب کی محفلوں میں انکا بجا یا جانا تو اس سے انکی حرمت نہیں ہو سکتی جیسے کہ خوشبو اور بھول اور اگر وغیرہ کہ کوئی شراب کی محفل ان چیزوں سے خالی نہیں ہوتی ہے اور کباب جو شراب کیساتھ لازم و ملزوم ہیں انکی حرمت اس مجلس کے موافق سب سے پہلے ہونی چاہئے اور یہی علما یہ فرماتے ہیں کہ باوجود اسکے کہ برگان صحابہ اور تابعین اور طبقات مشائخ ان باجون کا استعمال کرتے آئے ہیں پھر حرمت کی دلیل ان کے حق میں کیسے ہو سکتی ہے چنانچہ پہلے صحیح طور پر ثابت کیا جا چکا ہے کہ عبدالعزیز بن جعفر اور ابن زبیر اور سعید بن مسیب اور عمر بن عبدالعزیز کا گانا اور عود باجا سنا مشہور ہے۔ استاد ابو منصور نے ان کے مباح ہونے کی بابت سعید بن مسیب اور عطاء بن رباح اور زہری اور شعی اور اکثر فقہاء مدینہ کے اقوال نقل کئے ہیں اوفوی فرماتے ہیں ہمیشہ ملائوں نے عود کے حرام کرنے کو بہت ہی سخت مشکل سمجھا ہے اور ہمیشہ ان سے اسکی حرمت کی دلیل طلب کی جاتی ہے جس سے ان بیچاروں کی جان مشکل بن آجاتی ہے امام محمد بن حزم طاہری نے جو کل اثار اور سنن سے واقف اور مطلع تھے قسم کھائی ہے کہ اگر انکی حرمت کے متعلق ایک بھی دلیل ملجائے تو اس کے اخذ کرنے میں کچھ تردد نہ ہو اور استاد ابو منصور نقل کرتے ہیں کہ جلیل ابراہیم بن سعد جو ابن شہاب زہری کے شاگرد اور امام شافعی کے استاد ہیں اور جنکی نسبت بخاری کہتے ہیں کہ بہ خاص احکامات کے متعلق ستترہ ہزار حدیث کے حافظ تھے یہ کسی کو بغیر گانا گانے اور عود باجا بجائے حدیث نہ سنانے تھے۔ اور اسی کے بیان میں ابو بکر خطیب لکھتے ہیں کہ امام موصوف ابراہیم بن سعد جب بغداد میں تشریف لائے ہیں تو ہارون الرشید نے آپ کی بڑی خاطر و تواضع کی اور گانا گانے اور عود بجانے کا مسئلہ آپ سے دریافت کیا آپ نے حلال ہونے کا فتویٰ دیا مگر بعض ملائوں نے کہا کہ ہم ہرگز ابراہیم بن سعد کی حدیث نہیں سنیں گے ابراہیم بن سعد نے ملائوں کی یہ شوخ بیانی سکر فرمایا قسم ہے خدا کی میں بھی بغداد میں بغیر گانا گانے اور عود

ہا جا بجائے سرگز حدیث نہ بیان کروں گا تاکہ لوگ اُس چیز کو جسکو شرع شریف نے حلال کیا ہے حرام نہ سمجھیں۔ ایکے بعد ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ ہارون رشید نے امام ابراہیم بن سعد موصوف سے درخواست کی کہ آپ مجھکو حدیث شریف سنائیں، امام نے فرمایا اے امیر المؤمنین خود با جا منگائیے میں پہلے اُسے بجا کر گا لون گا تو پھر حدیث بیان کروں گا ہارون رشید امام کا یہ قول سنکر اٹھا اور عود منگاکر آنکھو دیا انہوں نے اسکو بجا کر گایا اور پھر حدیث بیان کی پھر ہارون رشید نے امام موصوف کو بجا دے کے بیت المال کا خرچہ کر دیا چنانچہ وہیں ۸۰ سالہ خلافت ہارون الرشید میں انہوں نے انتقال فرمایا۔ رحمہم اللہ۔

چوتھی فصل

ایک ہی مجلس میں گانا گانے اور باجے بجانے کا بیان -
امام حجتہ الاسلام ابو حامد محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب علیحدہ علیحدہ مفرد چیزوں کا بجانا جائز ہے تو پھر مرکب یعنی کئی کئی باجوں کا ساتھ بجانا بھی جائز ہے اور اسی قول کے موافق کل علما کا قول ہے -
افوہی فرماتے ہیں شیخ ابو عمرو بن حیلج نے جو قویٰ دیا ہے کہ اگر دف کیسا تھ شہاب بجا جائے تو یہ چاروں اماموں کے مذہب میں حرام ہو جاتا ہے، اس میں محض اختلاف شہاب کے اندر ہے اور کوئی امام اس قول میں انکا موافق نہیں ہے شیخ عزالدین وغیرہ نے ابو عمرو کے اس قول کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ ہم نے کوئی ایسا امام نہیں دیکھا جو مفردات کو تو حلال کہتا ہو اور انہیں سے مرکب شدہ چیزوں کو حرام کہتا ہو۔ مفردات کو حلال کہتا ہو پھر انہیں سے مرکبات کو حرام کہتا ہو قواعد شرع سے بالکل خلاف اور کسی صحیح کیا ضعیف حدیث سے بھی ثابت نہیں ہے اور حدیث تو کجا آثار صحاح اور علماء امت میں سے بھی یہ کسی کا قول نہیں ہے میں نے کتنی فاضلان مذہب سے دریافت کیا مگر کسی نے مرکب کے حرام ہونے اور مفردات کے حلال ہونے کو نہیں کہا اور بلکہ یہ کہا کہ ہم نے کسی سے نہیں سنا جو ایسا کہتا ہو اور

جب احادیث صحیحہ سے دف کیساتھ گانے کے حلال ہونے کا ثبوت ہو چکا ہے تو پھر
 شہابہ کے اُسکے ساتھ ملانے میں کیا حرج ہے باوجودیکہ شہابہ ہذا نہ حلال ثابت
 ہو چکا ہے متاخرین میں سے جس کسی نے اس مرکب کے حرام ہونے کو بیان
 کیا ہے اور پھر یہ حوالہ دیا ہے کہ اٹھ مذاہب اسکو حرام کہتے ہیں یہ مذاہب کی کسی
 کتاب میں نہیں پایا گیا اور خاصکر جو لوگ اختلاف مذاہب کے ناقل ہیں جیسے امام
 الحرمین اور امام وردی اور امام غزالی اور رافعی اور نووی وغیرہ ہیں انکی کتابوں میں
 یہ مسئلہ جو نا ضروری تھا اور چونکہ ایسا نہیں ہے تو پھر یہ شیخ ابو عمر ہی کے ذمہ میں
 کیا جاتا ہے۔ اور جو شخص ایسا ہو کہ اُسی عہدہ ثابت نہیں ہے پھر اگرچہ وہ علم سے
 پورا حصہ رکھتا ہو مگر ضرور اُس سے خطا و ثواب دونوں طرح کے قول و فعل صادر
 ہوں گے۔ اور چونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ہمیشہ سے سماع دف اور شہابہ
 کیساتھ علما و محققین اور اولیاء عارفین کے سامنے ہوتا چلا آیا ہے پھر اگر کوئی شخص
 ایسی بات کہے جسکا مذاہب کی کسی کتاب میں پتہ نہ ہو تو اسکی جانب ہرگز التفات نہیں
 کیا جاسکتا لہذا شیخ ابو عمر بن صلاح کا فتویٰ متروک ہے (جھکو بڑے بڑے ثقہ
 لوگوں کی ایک جماعت نے بڑے بڑے ثقہ لوگوں کی جماعت سے خبر دی ہے کہ شیخ الاسلام
 عز الدین بن عبد الاسلام مجلس سماع میں بخود دف اور شہابہ کے ساتھ ہونی تھی شریک
 ہوتے تھے اور فتویٰ دیتے تھے کہ مباح ہے اور ابیسے ہی شیخ الاسلام کو مصروف
 کے شاگرد شیخ تقی الدین بن دقیق ہی الفتویٰ دیتے تھے (جھکو کتنے ہی عادل اور
 بزرگ فقیہوں نے خبر دی ہے کہ یہ نجاس سماع میں جو دف اور شہابہ کیساتھ ہوا کرتی
 تھی حاضر ہوتے تھے اور اُسکے مباح ہونے کا فتویٰ دیتے تھے اور صوفیاء کرام کی
 مجالس میں شریک ہو کر فرماتے تھے کہ میں سماع کو ان حضرات صوفیہ کے واسطے
 قرۃ العینی کا باعث دیکھتا ہوں۔

۱۔ مسئلہ نمبر

ہمسکو تھا میرے واسطے ان دونوں پر ہیز گار عالمین یعنی شیخ الاسلام عز الدین
 اور شیخ تقی الدین رضی اللہ عنہما کا حال سنا بیان کر دینا کافی ہے اور انکے



ہے اس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ دلکی صاف اور
 جیسے کرنے والی کیا چیز اور وہ کیا بیماریاں ہیں جن سے دل کمزور اور
 وفاقاں ہوتا ہے کاربانی خدا کا نام کیسے لے سکتا ہے نوکری پیشہ اور مزدور و طا
 کیسے پڑھ سکتا ہے غرض کہ ہر کتاب ہر شخص کے کارآمد ہے۔ قیمت صرف ۴۴
 شہیم عاظمیہ حضرت عوث پاک کی سوانح عمری ہے شیخ ابن حجر کی رحمہ اللہ نے عربی
 میں اسکو تصنیف کیا تھا حضرت سید نسیم علی صاحب نظامی حسنی نے اردو ترجمہ فرمایا
 حضرت عوث پاک کے تمام حالات پیدائش سے وفات تک کے اس میں روح بین ادب کی
 علمی مجلسین اور تعلیم و تلم کا بیان بھی کیا گیا ہے قیمت ۸
 اخبار الاخبار حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کی مشہور و معروف
 کتاب زیر طبع ہے۔ بزرگان ہندوستان اور اولیاء و ہند کے تذکرہ کی جامع ہی کتاب

ہے بزبان اردو قیمت ۸
 اسماؤ الرجال مشکوٰۃ شریف۔ اس کتاب میں ان محدثین کا بیان ہے
 جسکی روایت یا ان کے نام مشکوٰۃ شریف حدیث کی مشہور کتاب میں آئے ہیں غرض کہ
 محدثین کا تذکرہ اور انکی تاریخ اس میں موجود ہے۔ قیمت ۸
 تاریخ الصلحی و تاریخ ابن خلکان عربی میں جس قدر اولیاء اللہ اور صالحین کے تذکرہ
 میں ان سبکو جمع کر کے یہ تاریخ بنائی گئی ہے لائق دید سے قیمت ۴
 نقش نظامی معروف بہ تسخیر عالم عملیات حب و ظل اور تحیرات میں عجیب کتاب ہے
 شمس المعارف امام احمد بونی درس شدہ کی تصنیف سے اخذ کر کے یہ کتاب تیار کی گئی
 ہے قیمت ۴

جن حضرات کو ان کتابوں میں سے کوئی کتاب درکار ہو وہ اس بیت سے منگا سکتے
 ہیں

حضرت سیدین خواہر زادہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الہی
 قدس سرہ ضلع دیپالپور انجمن عرب سرانے

حکمت اشراق

یہ وہ کتاب ہے جسکی حقیقتاً بلا مبالغہ دنیا میں کوئی کتاب نظیر نہیں ہے۔ اس کتاب میں اسی علم کا بیان ہے جسکے ذریعہ سے حکماء اشراقین اپنے شاگردوں کو سینکڑوں کوس کے فاصلے سے سبق پڑھاتے تھے اُستاد مشرق میں ہیں اور شاگرد مغرب میں ہیں اور سبق پڑھ رہے ہیں اسی علم کے ذریعہ سے اُن حکماء نے ہر شے کے خواص دریافت کئے۔ یہ علم برہم یا جاودیا شعبہ نہیں ہے یہ نہایت مستحکم اور یکنہ علم ہے اسکا اسکا حکم غلط نہیں ہو سکتا اسکے ذریعہ سے انسان یا سمائلوں کی سیر کر سکتا ہے زمین ہر طبقہ میں پہنچ سکتا ہے یہی وہ علم ہے جسکے حاصل کرنے سے انسان اپنے اس بدن کو متسلک کرتے کے جسوقت چاہے اتار کر روح کے ساتھ مجروح ہو سکتا ہے اور پھر وہ اس بات پر ہی قادر ہوتا ہے کہ جس صورت میں چاہے ظاہر ہو جائے وہ اصل بحق ہو جاتا اس علم کا کمال ہے اگر اس علم کے قواعد کی پابندی کے ساتھ انسان معاشرت اختیار کرنے دین و دنیا میں فلاحیت پائے عقائد اور خیالات کی درست کرنے والی قوتیں پیدا ثابت کرتے والی یہ کتاب ہے علامہ قطب الدین رازی کہتے ہیں اس کتاب کی ہر سطر نور کی قہر سے حور کے رخسار پر لگی جائے اور اسکے معانی قلمِ عقل سے لوحِ نفس پر نقش کئے جائیں۔ باقی جو کچھ کیفیت ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے شیعہ کے بودا مانند دہدہ۔ تین جلدوں میں یہ کتاب طبع ہو رہی قیمت ہر سہ جلد کے روپیہ فی جلد عاشر روپیہ ان صاحبوں کے واسطے جو نصف قیمت پیشگی روانہ فرما کر خریداری میں شامل ہوں گے ورنہ بعد جمع ہونیکے فی جلد سے روپیہ قیمت ہوگی حضرت سید یحییٰ حسینی خواہر زادہ رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ نظام الدین ولیا محبوب الہی قدس سرہ اس کتاب کو ملک ایران سے منگوا کر اردو شرح و ترجمہ فرمایا ہے اور تصویف کی معتبر و مستند کتابوں سے نہایت اعلیٰ مقام میں پہنچانے اور فراموشی سے جو حضرات اسکی خریداری میں اسوقت غریب ہوں گے انکے پاس جس قدر حد تک تیار ہو تا جائے گا روانہ کیا جائے گا